میاں بیوی میں سے ایک کا قبول اسلام اور نکاح پر اثر

(تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ)

محمد عمران ساجد*

ڈاکٹر عتیق الرحمٰن**

ABSTRACT

In the early days of Islam, either of the married couple entering into Islam does not affect their marriage contract and it continued to be valid even after the Emigration of the Holy Prophet (peace and mercy be upon him) to *Madina*. In fact, it has been observed until *Hudhabiya* Truce was signed. It was also included the terms if someone from *Quraish* without accompanying the *wali* approaches the Holy Prophet (Peace and Mercy be upon him), he/she will be returned to Makkah.
After this agreement, many women came to *Madina* and embraced Islam. But their spouses and relatives followed them their way to *Madina*. They claimed them back to *Makkah*. In this respect, Allah almighty revealed a verse of Surah *Mumtahina*, which is an express evidence that such believing women must not be returned to their former infidel husbands. They were commanded so to marry believing husbands after their separation from their disbelieving spouses. Through this verse, Muslim husbands were forbidden to stay and have conjugal relations with their nonbelieving wives, too. Similarly, every believing wife was forbidden to reside with her disbelieving husband. The companions abided by the ruling in

* پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، یو ای ٹی، لاہور

** ایسوسی ایٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، یو ای ٹی، لاہور

its entirety and separated from their non- believing spouses. Jurists have derived many instructions from the verse 10 of Surah *Mumtahina*, which are discussed in this paper.

Keywords: اختلاف، دارین، فسخ، کتابیہ، مہر مثل، دارالحرب، دارالامان

ابتدائے اسلام میں میاں بیوی میں سے کوئی ایک اگر اسلام قبول کرلیتا تو ان کا نکاح برقرار رہتا تھا۔ ہجرت مدینہ کے بعد جب مسلمانوں اور کفار کے مابین صلح کا معاہدہ ہوا تو صلح کی شرائط میں ایک شرط یہ تھی کہ مسلمانوں اور مشرکین کے مابین دس سال تک جنگ بندی رہے گی۔ اور یہ شرط بھی تھی کہ جو کوئی قریش کی طرف سے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس اپنے ولی کی اجازت کے بغیر آئے گا اسے واپس لوٹا دیا جائے گا۔

اس معاہدے کے بعد مکہ کی کئی خواتین مدینہ آتیں اور اسلام قبول کر لیتیں۔ لیکن ان کے شوہر اور قریبی رشتہ دار آتے اور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ان کی واپسی کا تقاضہ کرتے۔ تو اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوهُنَّ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ وَآتُوهُم مَّا أَنفَقُوا وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَن تَنكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَاسْأَلُوا مَا أَنفَقْتُمْ وَلْيَسْأَلُوا مَا أَنفَقُوا ذَٰلِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ﴾[1]

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جب مومن عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تو (ان کے مومن ہونے کی) جانچ پڑتال کر لو، اور ان کے ایمان کی حقیقت اللہ ہی بہتر جانتا ہے پھر جب تمہیں معلوم ہو جائے کہ وہ مومن ہیں تو انہیں کفار کی طرف واپس نہ کرو نہ وہ کفار کے لیے حلال ہیں اور نہ کفار ان کے لیے حلال ان کے کافر شوہروں نے جو مہر اُن کو دیے تھے وہ انہیں پھیر دو اور

[1] ۔الممتحنة 60: 10

ان سے نکاح کر لینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں جبکہ تم اُن کے مہر اُن کو ادا کر دو اور تم خود بھی کافر عورتوں کو اپنے نکاح میں نہ روکے رہو جو مہر تم نے اپنی کافر بیویوں کو دیے تھے وہ تم واپس مانگ لو اور جو مہر کافروں نے اپنی مسلمان بیویوں کو دیے تھے انہیں وہ واپس مانگ لیں یہ اللہ کا حکم ہے، وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور اللہ علیم و حکیم ہے۔"

یہ آیت واضح دلیل ہے کہ ایمان قبول کرنے والی مہاجر خواتین کو ان کے کافر شوہروں کی طرف نہیں لوٹایا جائے گا اور ان کا اب اپنے کافر شوہروں کے عقد میں رہنا ناجائز ٹھہرا تھا۔ اور ہر مومن کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ اپنی کافر بیوی سے علیحدگی اختیار کر لے: لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ ۖ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ اسی طرح فرمایا: لَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ اسلام قبول کر لینے والی خواتین سے کہا گیا کہ وہ اپنے کافر شوہروں سے علیحدگی کے بعد مومن مردوں کے ساتھ نکاح کر لیں۔

اس آیت کے ذریعے مومنین کو اپنی کافر بیویوں کے ساتھ رہنے اور ازدواجی تعلقات قائم کرنے سے منع کر دیا گیا۔ ایسے ہی ہر مومنہ خاتون کو اپنے کافر شوہر کے ساتھ رہنے سے روک دیا گیا۔ صحابہ کرام نے اس حکم کو من و عن قبول کیا، تو جو کوئی صحابی کسی کافر خاتون سے رشتہ ازدواج میں منسلک تھے انھوں نے اسے چھوڑ دیا اور جو صحابیہ کسی کافر مرد سے شادی شدہ تھیں، انھوں نے اس کو چھوڑ دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کے نکاح میں اس آیت کے نزول سے قبل دو مشرک خواتین تھیں ان میں سے ایک قریبہ اور دوسری ام کلثوم خزاعیہ تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے نزول کے بعد دونوں کو چھوڑ دیا۔ عیاض بن غنم رضی اللہ عنہ کے نکاح میں ام حکم بنت ابو سفیان تھیں، جو کہ مشرکہ تھیں۔ انھوں نے اسے طلاق دے دی اور اس سے عبد اللہ بن عثمان الثقفی نے نکاح کر لیا۔ ایسے ہی اروی بنت ربیعہ مشرکہ تھی اور طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں، طلحہ رضی اللہ عنہ نے آیت کے نزول کے بعد ان کو طلاق دے دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا ابو العاص بن ربیع کے نکاح میں تھیں، تو انھوں نے اپنے شوہر سے علیحدگی اختیار کر لی۔ جب بعد میں انھوں نے اسلام قبول کر لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب رضی اللہ عنہا کو ان کی طرف لوٹا دیا۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ آیت کے بارے میں فرماتے ہیں:

وقوله تعالى: وَلا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوافِرِ تَحْرِيمٌ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ نِكَاحَ الْمُشْرِكَاتِ وَالِاسْتِمْرَارَ مَعَهُنَّ۔[1]

"اللہ تعالیٰ نے آیت: **وَلا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوافِرِ** میں اپنے مومن بندوں کے لیے مشرک خواتین کے ساتھ شادی اور ان کے ساتھ نکاح کے بندھن کے جاری رہنے کو حرام قرار دیا ہے۔"

ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ آیت میں مذکور لفظ '**الْكَوَافِرِ**' کے ذریعے مشرک خاتون سے نکاح کرنے سے منع کر دیا گیا۔ اس لفظ سے یہی مراد ہے۔ مفسرین کہتے ہیں: اس آیت میں اللہ نے حکم دیا ہے کہ جس کسی کے عقد میں مشرکہ بیوی ہو وہ اسے طلاق دے دے۔ کچھ کافر مرد مسلمان خواتین سے اور مسلمان مشرک خواتین سے نکاح کیا کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعے اسے منسوخ کر دیا۔

لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ ۔لَا هُمْ يَحِلُّو لَهُنَّ 'ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ آیت کے اس حصے کے بارے میں لکھتے ہیں:

فَبَيَّنَ أَنَّ الْعِلَّةَ عَدَمُ الْحِلِّ بِالْإِسْلَامِ، وَلَيْسَ اخْتِلَافَ الدَّارَيْنِ...... الَّذِي أَوْجَبَ فُرْقَةَ الْمُسْلِمَةِ مِنْ زَوْجِهَا هُوَ إِسْلَامُهَا[2]

"نکاح کے جائز نہ ہونے کی وجہ اسلام ہے نہ کہ اختلاف دارین..... مسلمان خاتون کی اس کے شوہر سے علیحدگی اس کے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے ہوگی (نہ کہ ہجرت کی وجہ سے)۔"

امام کلبی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب ایک کافر اسلام قبول کر لے گا تو بت پرست بیوی سے اس کا عہد وپیمان ختم ہو جائے گا۔ وہ مسلمان کے نکاح میں نہ رہے گی، چاہے وہ اسے یا اس کی قوم کو کتنا ہی پسند کرتا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے نکاح حرام قرار دیا ہے۔ وہ اس کا شوہر نہ رہے گا جب تک کہ وہ اپنی عدت میں اسلام قبول نہ کر لے۔

ابو سعود رحمۃ اللہ علیہ ﴿**وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الكوافر**﴾ کے بارے میں لکھتے ہیں:

لا يكُنْ بينكُم وبين المشركات ولا عُلقةٌ زوجيةٌ[3]

"یعنی تمھارے اور مشرک خواتین کے مابین ازدواجی تعلق نہ ہونا چاہیے۔"

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ ۔لَا هُمْ يَحِلُّو لَهُنَّ 'کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

1۔ ابن كثير، ابوالفداء إسماعيل بن عمر، تفسير القرآن العظيم، بيروت، دارالكتب العلمية، 1999ء، 122:8

2۔ ابن العربي، محمد بن عبدالله ابوبكر، احكام القرآن، بيروت، دارالكتب العلمية، 2003ء، 230:4

3۔ العمادي، محمد بن محمد بن مصطفي، تفسير أبي السعود، بيروت، داراحياء التراث العربي، 2007ء، 239:8

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مومن خاتون کافر کے لیے حلال نہ ہے۔ اور مسلمان خاتون کی اس کے کافر شوہر سے فرقت کا باعث صرف ہجرت نہیں بلکہ اس کا اسلام قبول کر لینا ہے۔ اور آیت کے اس جملے میں تکرار تاکید کے لیے ہے۔ یا پھر پہلے اللہ تعالیٰ نے نکاح کے ختم ہونے کو بیان کیا ہے اور پھر دوبارہ نکاح کرنے کو ممنوع قرار دیا ہے.... اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان کے عقد میں کافر خاتون ہو تو اختلاف دین کی وجہ سے یہ عہد و پیمان ختم ہو گیا، اب وہ اس کی بیوی نہیں رہی.... کفار مسلمان خواتین سے نکاح کیا کرتے تھے اور مسلمان مشرک خواتین سے شادی کرتے تھے۔ پھر اس آیت کے ذریعے اسے منسوخ کر دیا گیا۔[1]

امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ) کے بارے میں لکھتے ہیں:

يقول جلّ ثناؤه للمؤمنين به من أصحاب رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم لا تمسكوا أيها المؤمنون بحبال النساء الكوافر وأسبابهنّ، والكوافر: جمع كافرة، والعصم: جمع عصمة، وهي ما اعتصم به من العقد والسبب، وهذا نهي من الله للمؤمنين عن الإقدام على نكاح النساء المشركات من أهل الأوثان، وأمر لهم بفراقهنّ.[2]

"اللہ تعالیٰ اس آیت میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں: اے مومنو! تم کافر خواتین اور ان کے مال و اسباب کو اپنے پاس نہ روکے رکھو۔ 'الکوافر " کافرة' کی جمع اور' العصم " عصمة' کی جمع ہے۔ اور اس سے مراد وہ عہد و پیمان ہے جو نکاح اور مال اسباب سے متعلق کیا جائے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے بت پرست مشرک خواتین سے نکاح کرنے سے منع کیا ہے اور صحابہ کرام کو ان سے علیحدگی کا حکم دیا ہے۔"

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

إن الله تعالى نهى المؤمنين عن المقام على نكاح الكوافر، وأمرهم بفراقهنّ. وقال الزّجّاج: المعنى: أنها كفرت، فقد زالت العصمة بينها وبين المؤمن[3]

"اللہ تعالیٰ نے مومنین کو کافر خواتین سے (ان کے کفر کے ساتھ) نکاح کو برقرار رکھنے سے منع کیا ہے۔ زجاج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے کفر اختیار کیا تو مومن اور اس کے درمیان عہد و پیمان ختم ہو گیا۔"

---

1 - الشوكاني، محمد بن علي بن محمد بن عبدالله، فتح القدير، بيروت، دارابن كثير، 1414ھ، 256:5
2 -الطبري، محمد بن جرير بن يزيد، جامع البيان في تأويل القرآن، بيروت : مؤسسة الرسالة، 2000ء، 331:23
3 -الجوزي، جمال الدين أبو الفرج عبدالرحمن، بيروت، دارالكتب العربي، 1422ھ، 273:4

احادیث مبارکہ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ جامع ترمذی میں نبی کریم ﷺ کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح سے متعلق دو احادیث لائے ہیں۔ کہ وہ اپنے شوہر ابو العاص رضی اللہ عنہ سے کئی سال قبل اسلام لے آئیں تھیں اور جب ابو العاص رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو آپ ﷺ نے دونوں کو دوبارہ سے اکٹھا فرمادیا۔

پہلی حدیث

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ ابْنَتَهُ زَيْنَبَ عَلَى أَبِي الْعَاصِي بْنِ الرَّبِيعِ بِمَهْرٍ جَدِيدٍ وَنِكَاحٍ جَدِيدٍ[1]

عبد اللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی زینب کو ابو العاص بن ربیع کے پاس نئے مہر اور نئے نکاح کے ذریعے لوٹا دیا۔

دوسری حدیث

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَتَهُ زَيْنَبَ عَلَى أَبِي الْعَاصِي بْنِ الرَّبِيعِ بَعْدَ سِتِّ سِنِينَ بِالنِّكَاحِ الْأَوَّلِ وَلَمْ يُحْدِثْ نِكَاحًا[2]

"عبد اللہ بن عباس کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی بیٹی زینب کو ابو العاص بن ربیع کے پاس چھ سال بعد پہلے نکاح ہی پر واپس بھیج دیا اور پھر سے نکاح نہیں کیا۔"

صحابہ و تابعین کے فتاویٰ اور فیصلے

- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ انھوں نے ایسی خاتون کے بارے میں طلاق کا فیصلہ دیا تھا جو اسلام لائی تھی لیکن اس کا خاوند بدستور کافر تھا۔[3]
- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہودی اور نصرانی خاتون سے نکاح کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "وہ مسلمان کی وارث ہوں گی اور نہ ہی مسلمان ان کے۔ ان (یہود و نصاریٰ) کی خواتین ہمارے لیے حلال ہیں جبکہ ہماری خواتین ان کے لیے حرام ہیں۔"[4]

---

[1] -الترمذي، محمد بن عيسي، جامع الترمذي، بيروت: دارالغرب الإسلامي، 1998ء،رقم الحديث: 1142

[2] -لترمذي، محمد بن عيسي، جامع الترمذي، رقم الحديث: 1143

[3] -ابن أبي شيبة، عبدالله بن محمد بن إبراهيم، مصنف ابن أبي شيبة، مكتبة الرشد، الرياض، 1409ھ، رقم الحديث: 18301

- ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نصرانی خاتون اپنے شوہر سے لمحہ بھر پہلے بھی اسلام لے آئے تو اس کے لیے حرام ہو جائے گی۔[1]
- عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ اگر ایک خاتون اسلام لے آئے اور اس کا خاوند بعد میں اس کی عدت کے دوران اسلام قبول کرے تو کیا وہ اس کی بیوی رہے گی؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: نہیں! البتہ نکاح جدید اور مہر جدید کے ساتھ وہ اکٹھے ہو سکتے ہیں[2]
- حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اکٹھے اسلام قبول کرنے والے مجوسی میاں بیوی کے بارے میں کہتے ہیں کہ ان کا نکاح برقرار رہے گا۔ لیکن اگر ان میں سے ایک اسلام قبول کرے اور دوسرا انکار کر دے تو پھر وہ اکٹھے نہیں رہ سکتے۔[3]
- ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حکم بن عتیبہ رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت ہے کہ انھوں نے مجوسی میاں بیوی میں سے ایک کے اسلام قبول کرنے سے متعلق فرمایا: ان کا ازدواجی تعلق ختم ہو گیا[4]
- سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے اس نصرانی خاتون سے متعلق سوال کیا گیا جس کا شوہر عیسائی ہو اور وہ اسلام قبول کر لے۔ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "اس کے اسلام قبول کرنے کے باوصف دونوں میں علیحدگی کروا دی جائے گی۔"[5]
- عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت ہے کہ انھوں نے ایسی خاتون جو ایک کافر کی بیوی ہو، سے متعلق فرمایا: اسلام کی وجہ سے ان دونوں کے درمیان علیحدگی ہو جائے گی۔[6]
- عدی بن عدی رحمۃ اللہ علیہ اس کافر خاتون سے متعلق فرماتے ہیں جس نے اسلام قبول کر لیا لیکن اس کا شوہر

---

[1] -بيهقي، أحمد بن الحسين بن علي، السنن الكبرى، بيروت، دارالكتب العلمية، 2003ء، رقم الحديث: 13980

[2] -البخاري، محمد بن إسماعيل أبو عبدالله، صحيح البخاري، دار طوق النجاة، 1422ھ، بَابُ إِذَا أَسْلَمَتِ المُشْرِكَةُ أَوِ النَّصْرَانِيَّةُ تَحْتَ الذِّمِّيِّ أَوِ الحَرْبِيِّ

[3] -ابن حجر، فتح الباري ، 421:9

[4] -العيني، أبو محمد محمود بن أحمد، عمدة القاري في شرح صحيح البخاري، بيروت، دار إحياء التراث العربي، 1998ء، 273:9

[5] -ابن حجر، فتح الباري، 341:11

[6] -ابن حزم، أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد، المحلي بالآثار، بيروت : دارالفكر، 1993ء، 505:7

[7] -ابن حزم، المحلي بالآثار، 505:7

بدستور اپنے دین پر قائم رہا: ان کے درمیان تفریق ہو جائے گی۔[1]

فقہائے اربعہ کی آراء:

قبول اسلام کے بعد نکاح کی حیثیت سے متعلق صحابہ و تابعین کے فتاوی کے بعد اب ہم فقہائے اربعہ کا موقف پیش کرتے ہیں:

شوافع کا موقف

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اس ضمن میں موقف یہ ہے کہ اگر بنی اسرائیل کے عیسائی یا یہودی میاں بیوی میں سے شوہر اسلام قبول کر لے لیکن بیوی اسلام قبول نہ کرے تو یہ نکاح بر قرار رہے گا کیونکہ یہودی اور عیسائی خواتین مسلمانوں کے لیے حلال ہیں۔ ان سے نکاح کرنا حرام نہیں ہے۔ اور اگر بیوی اسلام قبول کرے تو یہ معاملہ بت پرست میاں بیوی جیسا ہے (کہ شوہر کے اسلام قبول کرنے سے ان میں علیحدگی ہو جائے گی) لہذا اس عورت اور اس کے شوہر کے مابین جدائی کروادی جائے گی۔ اگر وہ اس کی عدت میں اسلام قبول کر لے تو ان کا نکاح بر قرار رہے گا۔ لیکن اگر عدت مکمل ہونے تک اس نے اسلام قبول نہ کیا تو ان کا عہد و پیمان جاتا رہے گا۔ اور اگر بیوی غیر مدخولہ ہوئی تو بیوی کے اسلام قبول کرتے ہی نکاح کا عہد و پیمان ختم ہو جائے گا کیونکہ غیر مدخولہ کی عدت نہیں ہوتی۔ امام ماوردی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

> الْأَصْلُ تَحْرِيمُ التناكح بين المسلمين والمشركين..... وَإِذَا كَانَ كَذَلِكَ فَالْمُسْلِمَةُ لَا تَحِلُّ لِكَافِرٍ بِحَالٍ سَوَاءٌ كَانَ الْكَافِرُ كِتَابِيًّا أَوْ وَثَنِيًّا فَأَمَّا الْمُسْلِمُ فَيَحِلُّ لَهُ مِنَ الْكُفَّارِ الْكِتَابِيَّاتُ من اليهود والنصارى عَلَى مَا ذَكَرْنَا وَيَحْرُمُ عَلَيْهِ مَا عَدَاهُنَّ مِنَ الْمُشْرِكَاتِ[2]
>
> "مسلمانوں اور مشرکین کے مابین نکاح جائز نہیں ہے.... مسلم خاتون کا نکاح کافر کے ساتھ کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے۔ چاہے وہ بت پرست ہو یا اہل کتاب میں سے۔ البتہ ایک مسلمان کے لیے کتابیہ خواتین سے نکاح درست ہے۔ دیگر مشرک خواتین اس کے لیے حلال نہ ہیں۔"

---

[1] -ابن حزم، المحلي بالآثار، 505:7

[2] -الماوردي، أبو الحسن علي بن محمد بن محمد، الحاوي الكبير في فقه مذهب الإمام الشافعي، بيروت، دار الكتب العلمية، 1999ء، 258:9

شوافع کی کتب کا مطالعہ کرنے کے بعد ان کا موقف ان صورتوں میں سامنے آتا ہے:

1۔ میاں بیوی اکٹھے اسلام قبول کریں تو ان کا رشتہ ازدواج برقرار رہے گا۔

2۔ دخول سے قبل میاں بیوی میں سے کوئی ایک اسلام لے آئے تو ان میں تفریق ہو جائے گی۔

3۔ دخول کے بعد میاں بیوی میں سے کوئی ایک اسلام قبول کر لے اور دوسرا بیوی کی عدت ختم ہونے سے پہلے اسلام قبول کر لے تو ان کا رشتہ ازدواج قائم رہے گا۔

4۔ میاں بیوی میں سے کوئی ایک اسلام قبول کرے اور عدت پوری ہونے تک دوسرا اسلام قبول نہ کرے تو ان کا رشتہ ختم ہو جائے گا۔

مذہب حنابلہ

حنابلہ کے نزدیک گر بیوی اسلام قبول کر لے یا بت پرست اور مجوسی میاں بیوی میں سے کوئی ایک دخول سے قبل اسلام قبول کر لے تو بیوی کی علیحدگی ہو جائے گی۔ کیونکہ لا هُنَّ حِلٌّ لَهُمْ وَلا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ اور دوسری جگہ فرمان ہے: {وَلا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ} دونوں میں سے ایک نے بھی پہلے اسلام قبول کر لیا تو دونوں میں علیحدگی ہو جائے گی...... اگر دونوں میں سے ایک کا اسلام دخول کے بعد ہو تو اس میں دو روایات ہیں: پہلی یہ کہ جدائی فوراً ہو جائے گی۔ دوسری یہ کہ عدت کے مکمل ہونے تک ان کا رشتہ موقوف رہے گی۔ اگر دوسرا بھی اسلام قبول کر لے تو ان کا نکاح برقرار رہے گا۔ لیکن اگر دوسرا عدت کے ختم ہونے سے پہلے اسلام قبول نہ کرے تو ان کی جدائی برقرار رہے گی اور یہ جدائی تب ہی ہو جائے گی جب دونوں میں سے ایک اسلام قبول کرے گا کیونکہ اگر عدت میں شوہر نے بیوی سے ازدواجی تعلقات قائم کر لیے اور اسلام قبول نہ کیا تو پھر اس کو بیوی کو مہر مثل دینا ہو گا۔ ابن شبرمہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں شوہر بیوی سے پہلے اور کئی دفعہ بیوی شوہر سے پہلے اسلام قبول کر لیتی تو بیوی کی عدت ختم ہونے سے پہلے اگر دوسرا اسلام قبول کر لیتا تو ان کا نکاح برقرار رہتا، لیکن اگر شوہر یا بیوی میں سے کوئی عدت کے بعد اسلام قبول کرتا تو ان نکاح باقی نہ رہتا۔

المحرر في الفقه علي مذهب الإمام أحمد بن حنبل میں ہے:

وإن أسلمت الزوجة أو الزوج وليست بكتابية انفسخ نكاحهما إذا لم يكن دخل بها...... وإن كان إسلام أحدهما بعد الدخول وقف الأمر على انقضاء العدة فإن

أسلم الثاني قبل انقضائها بقي نكاحهما وإلا تبينا انفساخه منذ اختلف الدينان وعنه ينفسخ في الحال كما قبل الدخول**وعنه الوقف بإسلام زوجة الكتابي والانفساخ لغيره**.فان وطئها في عدتها وقلنا بالوقف فلم يسلم الثاني فيها لزمه مهر المثل وإن أسلم فلا شيء لها[1]

"اگر میاں بیوی میں سے کوئی اسلام قبول کرے اور بیوی کتابیہ نہ ہو اور دخول بھی نہ ہوا ہو تو ان کا نکاح ختم ہو جائے گا..... لیکن اگر دخول ہو چکا ہو تو عدت کے مکمل ہونے تک معاملہ موقوف رہے گا۔ اگر میاں بیوی میں سے دوسرا ابھی عدت ختم ہونے سے پہلے اسلام قبول کر لے تو نکاح باقی رہے گا۔ اور قاضی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف ہے کہ کتابیہ زوجہ کے قبول اسلام کا انتظار کیا جائے گا۔ اور قاضی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ دوسروں کا موقف ہے کہ نکاح فسخ ہو جائے گا (قبول اسلام کا انتظار نہیں کیا جائے گا) چاہے اس نے عدت کے دوران مجامعت بھی کر لی ہو۔ ہمارے نزدیک خاتون کے قبول اسلام کا انتظار کیا جائے گا۔ اور اگر دوسرا اسلام نہیں لاتا تو اس پر مہر مثل لازم ہو گا۔ اور اگر اسلام لے آتا ہے تو کچھ بھی لازم نہیں۔"

حنابلہ کی کتب کا مطالعہ کرنے کے بعد ان کا موقف ان صورتوں میں سامنے آتا ہے:

1۔ میاں بیوی میں سے کوئی ایک اسلام قبول کرے اور دخول نہ ہوا ہو تو ان میں تفریق ہو جائے گی۔ عدت مکمل ہونے کی بھی ضرورت نہ ہو گی۔

2۔ دخول کے بعد میاں بیوی میں سے کوئی اسلام قبول کرے، اور دوسرا عدت کے دوران اسلام لے آئے تو ان کا میاں بیوی والا رشتہ برقرار رہے گا۔ ایک دوسری روایت کے مطابق اسلام قبول کرتے ہی علیحدگی ہو جائے گی اور عدت کا اعتبار نہ ہو گا۔

3۔ میاں بیوی میں سے کوئی اسلام قبول کرے اور دوسرا نہ کرے یہاں تک کہ عدت مکمل ہو جائے تو دونوں میں علیحدگی کروادی جائے گی۔

4۔ دونوں میں سے ایک کے اسلام قبول کرتے ہی ان میں تفریق ہو جائے گی۔ دونوں میں سے کوئی ایک جب

[1]-ابن تيمية، عبدالسلام بن عبدالله بن الخضر، المحرر في الفقه علي مذهب الإمام أحمد بن حنبل، الرياض، مكتبة المعارف، 1984ء، 28:2

تک مسلمان اور دوسرا کافر رہے گا ان کا ازدواجی رشتہ قائم نہیں ہو سکتا۔

5۔ اگر عدت میں ازدواجی تعلق قائم ہو جائے، اور عدت مکمل ہونے تک دونوں میں سے دوسرا بھی اسلام قبول نہ کرے تو سزا دی جائے گی اور مہر مثل کا پابند کیا جائے گا۔ کیونکہ مرد نے ایک عورت سے ازدواجی تعلق قائم کیا جو اجنبی ہے اس کی بیوی نہیں ہے۔

اس طرح کے اور اقوال بھی حنبلی مذہب کی دیگر کتب میں موجود ہیں۔

مذہب مالکی

مالکیہ کے ہاں اگر کتابی شوہر کتابیہ بیوی سے پہلے اسلام قبول کر لے تو ان کا نکاح برقرار رہے گا، کیونکہ کتابیہ خاتون سے نکاح درست ہے۔ لیکن اگر وہ غیر کتابیہ ہو تو ان میں علیحدگی ہو جائے گی البتہ اس صورت میں علیحدگی نہ ہو گی کہ شوہر کے اسلام لانے کے متصل بعد بیوی بھی اسلام لے آئے۔ لیکن اگر وہ اسلام نہیں لاتی تو دونوں کے درمیان بغیر طلاق کے علیحدگی ہو جائے گی اور اس کے لیے مہر نہ ہو گا۔ چاہے دخول نہ بھی ہوا ہو۔ اور جب بیوی شوہر سے پہلے اسلام لے آئے، وہ کتابیہ ہو یا غیر کتابیہ، تو اگر شوہر عدت میں اسلام قبول کر لے تو وہ اس پر بغیر رجوع اور حق مہر کے حق رکھتا ہے۔ اور عدت کے دوران شوہر کا اسلام قبول کر لینا ایک مسلمان خاتون کے ساتھ طلاق کے بعد عدت میں رجوع کر لینے جیسا ہے۔ البتہ غیر مدخولہ کی عدت نہیں ہے۔ غیر مدخولہ جب اسلام قبول کرلے گی ان کے مابین تفریق ہو جائے گی۔ طلاق کے بغیر ہی نکاح فسخ قرار پائے گا اور حق مہر نہ ہو گا۔

المدونۃ میں ہے:

> وَقَالَ مَالِكٌ:وَالزَّوْجُ أَمْلَكُ بِالْمَرْأَةِ إذَا أَسْلَمَ وَهِيَ فِي عِدَّتِهَا، فَإِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَلَا سَبِيلَ لَهُ عَلَيْهَا وَإِنْ أَسْلَمَ بَعْدَ ذَلِكَ. قُلْتُ: وَهَلْ يَكُونُ إسْلَامُ أَحَدِ الزَّوْجَيْنِ طَلَاقًا إذَا بَانَتْ مِنْهُ فِي قَوْلِ مَالِكٍ؟ قَالَ: قَالَ: لَا يَكُونُ إسْلَامُ أَحَدِ الزَّوْجَيْنِ طَلَاقًا إنَّمَا هُوَ فَسْخٌ بِلَا طَلَاقٍ.[1]
>
> امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: ”اگر خاوند اسلام قبول کرے تو وہ بیوی پر اس کی عدت تک حق رکھتا ہے۔ جب اس کی عدت پوری ہو گئی تو اب اس کا اس پر کوئی حق نہیں ہے چاہے وہ عدت کے بعد

[1] -مالك بن أنس بن مالك، المدونة، بيروت، دارالكتب العلمية، 1994ء، 213:2

اسلام بھی قبول کرلے۔جب دونوں میں سے کوئی ایک اسلام قبول کرے گا اور بیوی سے علیحدگی ہوگی تو کیا یہ طلاق ہوگی؟ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:"دونوں میں سے ایک کا اسلام قبول کرنا طلاق نہیں بلکہ طلاق کے بغیر فسخ نکاح شمار ہوگا۔"

اس سلسلہ میں مالکیہ کا موقف ان صورتوں میں بیان کیا جاسکتا ہے:

1۔میاں بیوی میں سے کوئی ایک اسلام قبول کرے اور دخول نہ ہوا ہو تو دونوں میں تفریق ہو جائے گی اور عدت بھی نہ ہوگی۔

2۔میاں بیوی میں سے کوئی ایک اسلام قبول کرے اور دوسرا عدت کے شروع میں ہی اسلام قبول کرلے تو ان کا ازدواجی رشتہ برقرار رہے گا۔

3۔ میاں بیوی میں سے کوئی ایک اسلام قبول کرے اور دوسرا اسلام قبول نہ کرے یہاں تک کہ ایک مہینہ گزر جائے۔اگر اس کے بعد وہ اسلام قبول کر بھی لے تو ان کا ازدواجی رشتہ برقرار نہ رہے گا۔

4۔میاں بیوی میں سے کسی ایک کے اسلام قبول کرتے ہی ان کا ازدواجی رشتہ منقطع ہو جائے گا۔اور وہ منقطع رہے گا جب تک کہ دوسرا اسلام قبول نہ کرلے۔اس پر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول دلالت کرتا ہے کہ "بانت منه" تو طلاق بائن کی طرح میاں بیوی میں سے ایک کے اسلام قبول کرتے ہی دونوں میں علیحدگی ہو جائے گی اور وہ اسی طرح برقرار رہے گی اگر دوسرا کفر پر اصرار کرے تو۔

احناف کا موقف

احناف کے ہاں جب کافر میاں بیوی میں سے کوئی ایک دارالاسلام میں اسلام لے آئے گا تو اگر وہ اہل کتاب میں سے ہوں اور شوہر پہلے اسلام قبول کرے تو ان کا نکاح برقرار رہے گا۔کیونکہ کتابیہ کے ساتھ نکاح جائز ہے تو اسی طرح اسے باقی رکھنا بھی درست ہے۔اور اگر خاتون اسلام قبول کرے تو ہمارے نزدیک اس کے محض اسلام قبول کرنے سے علیحدگی نہیں ہوگی بلکہ شوہر کو اسلام کی دعوت دی جائے گی اگر وہ اسلام قبول کرلے ان کا نکاح برقرار رہے گا۔اور اگر انکار کردے تو قاضی ان کے مابین تفریق کروادے گا۔کیونکہ ایک مسلمان خاتون کا کافر کے نکاح میں رہنا درست نہیں ہے۔جیسے ایک مسلمان کا غیر مسلم سے نکاح درست نہیں ہے اسی طرح اسے باقی رکھنا بھی درست نہیں ہے۔اگر وہ دونوں مشرک یا مجوسی ہوں اور ان میں سے ایک اسلام لے آئے تو دوسرے پر اسلام قبول کیا جائے گا، ہمارے نزدیک محض اسلام قبول کرنے سے علیحدگی واقع نہ ہوگی۔اگر دونوں اسلام قبول

کر لیں تو ان کا نکاح باقی ہے اور اگر انکار کر دے تو قاضی ان کے درمیان علیحدگی کروادے گا۔ کیونکہ ایک مشرکہ کا مسلمان کے نکاح میں رہنا درست نہیں ہے۔ اگر انکار خاتون کی طرف سے ہو تو علیحدگی بغیر طلاق کے ہو گی، کیونکہ یہ فرقت خاتون کی طرف سے ہے اور وجہ ہے اس کا اسلام قبول نہ کرنا۔ اور بیوی کی طرف سے علیحدگی طلاق شمار نہیں کی جائے گی، کیونکہ وہ طلاق دینے کا حق نہیں رکھتی اس لیے اسے طلاق کے بجائے فسخ قرار دیا جائے گا۔ اگر انکار شوہر کی طرف سے ہو تو علیحدگی طلاق کے ساتھ ہو گی۔ یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ جبکہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں یہ علیحدگی طلاق کے بغیر ہو گی۔ اور یہی ہمارے اصحاب کا مذہب ہے۔

علامہ جصاص رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ زوجین کے مابین اختلاف دارین کی وجہ سے علیحدگی ہو جائے گی۔ اختلاف دارین یہ ہے کہ زوجین میں سے ایک دارالاسلام میں سے ہو اور دوسرا اہل دارالحرب میں سے۔ خاتون کا دارالاسلام ہجرت کر جانا اسے اہل دارالاسلام میں سے بنا دے گا جبکہ اس کا شوہر دارالحرب میں اپنے کفر پر باقی ہو گا۔ اس طرح ان کے درمیان اختلاف دار ہو جائے گا۔ ان دونوں کے درمیان اللہ کے اس حکم کی وجہ سے علیحدگی ہو جائے گی: **فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ**[1]

" لنتف"میں ہے:

1۔ اگر میاں بیوی اکٹھے اسلام قبول کریں تو ان کا نکاح بر قرار رہے گا۔

2۔ مرد اسلام قبول کرے عورت اسلام قبول نہ کرے تو اسے اسلام کی دعوت دی جائے گی، اگر وہ اسلام لے آئے تو دونوں کا نکاح بر قرار ہے۔ اگر انکار کر دے تو دونوں میں تفریق ہو جائے گی۔ اگر وہ صلح کے لیے کسی کو نہیں بھیجتے اور تین حیض گزر جائیں تو ان کے درمیان علیحدگی ہو جائے گی۔ یہ قول ابو عبد اللہ، امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ کا ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب کا ایک قول یہ ہے کہ ان کے مابین علیحدگی نہیں ہو گی جب تک کہ ان پر اسلام نہ پیش کیا جائے اگر وہ انکار کرے تو ان کے مابین تفریق ہو جائے گی۔

3۔ تیسری صورت یہ ہے کہ بیوی اسلام قبول کرے شوہر نہ کرے۔ تو شوہر کو اسلام کی دعوت دی جائے گی۔ اگر وہ اسلام قبول کر لے تو ان کا نکاح باقی ہے۔ اگر انکار کر دے تو تفریق ہو جائے گی۔ اگر ازدواجی تعلق قائم ہوا ہو تو حق مہر

---

[1] -الجصاص، أحمد بن علي أبوبكر الرازي، أحكام القرآن، بيروت، دارالكتب العلمية، 1994ء، 328:5

مکمل ہو گا۔ اگر ازدواجی تعلق نہ ہو تو نصف مہر ہو گا۔ اگر وہ صلح کے لیے کسی کو نہیں بھیجتی اور تین حیض گزر جاتے ہیں تو ان کے درمیان تفریق ہو جائے گی جبکہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب کے نزدیک علیحدگی تب تک نہ ہو گی جب تک اس کو اسلام کی دعوت نہ دی جائے اور وہ انکار کر دے۔ تو سلطان ان کے مابین علیحدگی کروائے گا۔[1]

مذہب احناف کا خلاصہ

1۔ میاں بیوی میں سے ایک کے اسلام قبول کرنے سے دونوں میں علیحدگی لازم ہو جائے گی جب وہ دارالاسلام میں ہوں۔

2۔ میاں بیوی میں سے ایک کے اسلام قبول کرنے سے دونوں میں علیحدگی ہو جائے گی چاہے وہ دارالحرب میں بھی ہوں۔

3۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں دونوں میں سے ایک کے اسلام قبول کرنے کے بعد اگر دوسرا اسلام قبول کرنے سے انکار کر دے تو فوراً علیحدگی ہو جائے گی۔ خاتون پر عدت نہ ہو گی۔ جبکہ صاحبین امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اس پر عدت ہو گی۔

4۔ میاں بیوی میں سے ایک کے اسلام قبول کرتے ہی ان کا ازدواجی تعلق ختم ہو جائے گا۔ امام کاسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> "دونوں میں سے ایک کے اسلام قبول کرنے کے بعد بھی اگر ان کا ازدواجی تعلق باقی رہے تو اس سے اصل مقصود حاصل نہ ہو گا۔ کیونکہ نکاح کا مقصد تو ازدواجی تعلقات سے پورا ہوتا ہے۔ جبکہ کافر مسلم خاتون سے یہ تعلق قائم نہیں کر سکتا اور نہ ہی مسلمان کے لیے مشرکہ یا مجوسیہ خاتون سے ازدواجی تعلق قائم کرنا درست ہے۔ تو ان کا نکاح باقی رکھنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ تو اسلام قبول کرنے سے انکار ہوتے ہی قاضی ان کے مابین تفریق کروادے گا۔"[2]

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا موقف

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک میاں بیوی میں سے ایک کے اسلام قبول کرنے سے میاں بیوی کا ازدواجی تعلق ختم ہو جائے گا۔ ان کا اختلاط ممنوع ہو گا۔ اور یہ ایسے موقوف ہی رہے گا جب تک کہ دوسرا اسلام قبول نہ کر لے۔ اور یہ ایسے موقوف ہی رہے گا چاہے وہ کافی عرصہ بھی اسلام قبول نہ کرے اور عدت تمام بھی

---

[1] -السُّغْدي، أبو الحسن علي بن الحسين، النتف في الفتاوي، بيروت، دارالفرقان، 1984ء، 309:1

[2] -الكاساني، علاء الدين، أبوبك، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، 337:2

ہو جائے۔ اگر میاں بیوی میں سے بیوی نے اسلام قبول کیا ہو تو عدت گزرنے کے بعد وہ آگے نکاح بھی کر سکتی ہے اور شوہر کے قبول اسلام کا انتظار بھی کر سکتی ہے۔ اگر شوہر اسلام قبول کرلے تو ان کا ازدواجی رشتہ برقرار رہے گا۔

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نکاح کے باقی رہنے سے عدت کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کا تعلق عدت میں کسی اور کے ساتھ نکاح نہ کرنے سے ہے..... تو اگر بیوی نے اسلام قبول کیا ہو اور شوہر دورانِ عدت اسلام لے آئے تو وہ اس کی بیوی ہے۔ لیکن اگر وہ اسلام نہیں لاتا اور عدت پوری ہو جاتی ہے تو وہ آگے شادی کر سکتی ہے اور چاہے تو شوہر کے قبول اسلام کا انتظار بھی کر سکتی ہے۔ اگر وہ عدت کے بعد بھی اسلام لے آئے تو وہ اس کی بیوی ہی رہے گی اور تجدید نکاح کی ضرورت نہ ہو گی۔[1]

خلاصہٗ کلام

میاں بیوی میں سے ایک کے اسلام قبول کرنے اور دوسرے کے نہ کرنے سے ان کا ازدواجی رشتہ ختم ہو جائے گا۔ ازدواجی تعلقات قائم کرنا اور کسی بھی طرح کا تعلق رکھنا حرام ہو گا۔ یہاں تک تو سب فقہاء کا اتفاق ہے۔ اختلاف اس بات میں ہے کہ اگر دوسرا بھی اسلام قبول کرلے تو ان کا ازدواجی تعلق قائم رہنے کی مدت کون سی ہے۔ جمہور کے نزدیک میاں بیوی دونوں ہی اگر عدت میں مسلمان ہو جائیں تو ان کا نکاح برقرار رہے گا۔ عدت گزر جائے تو ان کا آپس میں ازدواجی رشتہ باقی نہیں رہ سکتا۔

دوسرا موقف یہ ہے کہ دونوں میں سے ایک کے اسلام قبول کرنے سے ان کا رشتہ تو ختم ہو جائے گا اور عدت کے بعد خاتون کسی اور سے نکاح بھی کر سکتی ہے، لیکن اگر وہ چاہے تو اپنے شوہر کے قبول اسلام کا انتظار کر سکتی ہے۔ اگر وہ عدت کے بعد اسلام قبول کرلے تو وہ اسی طرح اس کی بیوی ہو گی جیسے پہلے تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح ان کے شوہر ابو العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ باقی رکھا تھا جب انھوں نے ایک طویل عرصہ کے بعد اسلام قبول کرلیا تھا۔ (یہی موقف درست معلوم ہوتا ہے۔)

[1] -ابن قيم، محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد، زاد المعاد في هدي خير العباد، بيروت، مؤسسة الرسالة، 1994ء، 137:5